اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — غلام احمد قادیانی — عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے — قادیان

ایڈیٹر عرفانی — اسسٹنٹ ایڈیٹرز حافظ جمال احمد، نثار احمد

قیمت سالانہ پیشگی — ششماہی — سہ ماہی — بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۲ | مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۳ رجب ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اب اچھی ہے۔

حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی صحت بھی اب اچھی ہے لیکن ضعف ابھی باقی ہے۔ احباب دعا فرماویں۔

بابو محمد اشرف صاحب فیروز پور سے۔ مولوی عبد اللہ صاحب سنور ریاست پٹیالہ سے اور میاں غلام محی الدین صاحب باڑی پور کشمیر سے تشریف لائے۔

حافظ روشن علی صاحب جو چند دن کے لئے ریتل تشریف لے گئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی جگہ آپ کی واپسی تک میر محمد اسحٰق صاحب جنرل سکرٹری مقرر ہیں۔

نظم ثاقب

بتقریب خیر مقدم حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب زاد اللہ شرفہٗ

بخیر آئے وطن کو میاں شریف احمدؐ — مثال یوسفِ مصر جمال کنعان میں
برنگ دیدۂ یعقوب منتظر تھے ہم — بسانِ مردمک آ بیٹھے چشم انسان میں
ہمارے مہدی و داؤد کے ہیں پور سعید — جگہ ملی ہے انہیں مسند سلیمان میں
بجا ہے راہ میں ان کے بچھائیں آنکھیں سب — یہ بیٹھیں دیدۂ ارکان و چشم اعیان میں
وجود اُن کا ہے اک آیۂ مسیح خدا — ترقیاں کوئی دیکھے ہوئیں جو ایماں میں
یہ بنکے یوسفِ مصر علوم آئے ہیں — مثل ہیں صورت و سیرت میں حُسن و احسان میں
ہم ان کے سر پہ نچھاور کریں دعا کے گہر — نثار کردیں جو ہیں پھول اپنے داماں میں

ہم اُن کے آنے پہ گائیں ترانہ ہائے خوشیٰ
وہ گلستاں مسیحائے آسمان اور نگ
ہم اُن کے کوچہ میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں
پڑھو یہ شعر رواں آکے وجد میں ثاقبؔ

سنائیں نغمۂ صد تہنیت گلستاں میں،
مہک ہے جس کی مشام دماغ گیہاں میں
سکون پاتے ہیں کیا کیا دل پریشاں میں
مٹیں گے درد پڑے کیا ہو فکر درماں میں

بہر قدم کہ ہند من دوائے دیدہ کنم
غبار خاک رہش توتیائے دیدہ کنم
(ثاقب میرزا خانی)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

ایک ضروری اعلان

برادران کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مجھے بعض رپورٹوں سے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض جماعتوں کے موصی صاحبان یہ خیال کر رہے ہیں۔ بلکہ اسپر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ کہ جب ہم نے وصیت کر دی ہے تو اب ہم کو کسی اور چندہ کے دینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ صرف وصیت کا کر دینا کافی ہے۔ منتج اس بات کی ہے۔ کہ اس کے ماسوائے کوئی چندہ ادا نہ کیا جاوے اسلئے مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ ایسے موصی صاحبان کو اصل حقیقت سے واقف کیا جاوے۔

سو واضح ہو کہ وصیت دو قسم کی ہوتی ہے:-
(۱) حصہ آمد (۲) حصہ وصایا۔

ان دونوں کی تشریح یہ ہے:- (۱) حصہ آمد
جو دوست وصیت کرنا چاہیں۔ اور انکی کوئی جائداد بوقت وصیت نہ ہو۔ تو ایسے احباب یوں کرتے ہیں۔ کہ ہم آمدنی ماہوار سے یا ششماہی آمدنی سے اتنا مثلاً ۱/۱۰ یا اس سے زاید حصہ حسب منشاء "رسالہ الوصیت" ادا کرینگے۔ جسے حصہ آمدنی یا عشر حصہ آمد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اپنی وصیت حصہ آمدنی کی کرتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ بوقت وصیت نہ ہو۔ اگر ایسے احباب جن کی کوئی جائداد نہیں ہے۔ اپنی ماہوار آمدنی سے حصہ آمدنی مجھے ادا کرتے رہیں۔ اور ان کا حصہ آمد ماہوار باقاعدہ وصول ہوتا رہے۔ تو اس صورت میں ایسے موصی صرف **چندہ عام** سے مستثنیٰ ہونگے۔ اسلئے کہ اسوقت ہم چندہ عام صرف ۱ر فی روپیہ یعنی ۱/۱۶ حصہ ماہوار یا سالانہ آمدنی پر وصول کر رہے ہیں۔ لیکن ایسے موصی صاحبان اپنی ماہوار آمدنی بجائے ۱/۱۶ حصہ یعنی ۱ر فی روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ یعنی ۱٫۶ فی روپیہ ادا کرتے ہیں۔ لہذا وہ صرف چندہ عام سے مستثنیٰ ہیں۔ لیکن باقی چندے ان سے برابر لئے جاوینگے۔ مثلاً جلسہ سالانہ۔ عید فنڈ کھالی قربانی۔ صدقات۔ زکوٰۃ۔ چندہ خاص۔ جو خاص تحریک پر کیا جاوے۔ یہ چندہ ایسے موصیوں سے لئے جاوینگے اور لئے جاتے ہیں۔ اور یہ چندے اپنی اپنی مدات میں داخل کئے جاتے ہیں۔ انکو موصی کے کھاتہ مقبرہ میں درج نہیں کیا جاویگا۔ کیونکہ یہ چندے علاوہ عشر آمدنی کے کئے جاتے ہیں۔ پس حصہ آمدنی سے جو آمد وصول ہوتی ہے وہی ان کے کھاتہ مقبرہ بہشتی میں جمع ہو سکتی ہے۔ اسواسطے کہ انہوں نے وصیت صرف اپنی ماہوار آمدنی کی کی ہوتی ہے۔

(۲) دوسری قسم وصیت کی یہ ہے کہ کوئی موصی صاحب یہ وصیت کریں کہ میری جائداد منقولہ اور غیر منقولہ اس قدر ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ میری وفات کے بعد وصول کیا جاوے یا میں اپنی زندگی میں اس کا حصہ جائداد میں سے ۱/۱۰ حصہ حوالہ صدر انجمن احمدیہ کر دونگا جن موصی صاحبان کی وصیت اس قسم کی ہو۔ ان سے چندہ عام ضرور لیا جاویگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ:-
ایسے موصی صاحبان نے اپنی جائداد سے حصہ دینا ہے دراصل جس وقت وہ وصیت کرتا ہے۔ اسوقت وہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنی جائداد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر دیا ہے۔ حقیقت میں وہ اس حصہ کا مالک نہیں ہے۔ اگر وہ اسوقت اپنی جائداد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر دے۔ جو ایسے موصی کے وصیت ادا کرنا اپنی حین حیات میں ہی ضروری ہے۔ تو اس نے اپنی وصیت کو تو اپنی جائداد موجودہ سے ادا کیا ہے اور چندہ عام کا دینا اسکے ذمہ فرض ہے۔ اسواسطے کہ چندہ عام ماہوار یا ششماہی یا سالانہ آمدنی پر لیا جاتا ہے اور وصیت کا ادا کرنا اسکے ذمہ اسکی موجودہ جائداد سے ہے۔

بعض موصی صاحبان وصیت تو کرتے ہیں حصہ جائداد کی۔ اور اپنی جائداد کو قسط کے ذریعہ ادا کرنا شروع کرتے ہیں۔ جب وہ وصیت اپنی آمدنی سے ادا کرتے ہیں۔ تو چندہ عام ادا کرتے نہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم وصیت جو ادا کرتے ہیں۔ اسواسطے چندہ عام دینا فرض نہیں ہے۔ ایسے موصیوں کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان سے چندہ عام ضرور لیا جاویگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی جائداد موجودہ کا ۱/۱۰ حصہ کاٹ کر دینے کی بجائے قسط ادا کرنی منظور کی ہے حالانکہ ان کے ذمہ فرض یہ تھا کہ وہ جائداد حوالہ انجمن کرتے۔ جب انہوں نے اپنی جائداد کو بچانے کے واسطے اپنی آسانی کے لئے قسط مقرر کی ہے تو انکو چندہ عام سے کس طرح مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے۔ پس ایسے موصی بھی چندہ عام سے الگ نہیں کئے جا سکتے۔ صرف وہی لوگ صرف چندہ عام سے مستثنیٰ کئے جا سکتے ہیں۔ جن کی وصیت صرف آمدنی ماہوار کی ہو۔ اور ان کے پاس اور کوئی جائداد نہ ہو۔ جیسا کہ حصہ آمد کی وصیت کرنے والوں کے ضمن میں لکھا گیا ہے۔

جماعتوں کے ذمہ دار عہدہ دار صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جماعت کے موصی صاحبان سے جن کی وصیت حصہ آمدنی کی ہو ان سے چندہ عام نہیں لے سکتے۔ اس کے ماسوائے جن کی وصیت حصہ جائداد کی ہو۔ ان سے چندہ عام ان کی ماہوار آمدنی پر بشرح ۱ر فی روپیہ ضرور لیں۔ پہلے موصیوں سے دریافت کر لیں کہ ان کی وصیت حصہ آمدنی کی ہے یا حصہ جائداد کی۔ اس علم کے بعد چندہ عام مطابق تحریر بالا لیا کریں۔

عہدہ داران کو چاہیئے کہ موصیوں کا روپیہ ارسال کرتے وقت موصیوں کے نام اور انکے نمبر وصیت اگر معلوم ہوں۔ معہ موصی کی رقم کے تفصیل سے بیمہ یا کوپن پر لکھا کریں۔ تاکہ انکی رقوم کھاتہ مقبرہ میں آسانی سے درج ہو سکیں۔ امید ہے۔ کہ عہدہ داران اس تحریر پر خصوصیت سے توجہ فرما کر مشکور فرما دینگے۔ عبد المغنی۔ ناظر بیت المال۔ قادیان

سکرٹریان تعلیم و تربیت ضلع سیالکوٹ مطلع رہیں

ماہ فروری میں عنقریب آپ کے ضلع میں انسپکٹر صاحب تعلیم و تربیت جناب مرزا برکت علی صاحب بی اے دورہ کرنے کو آتے ہیں۔ انہوں نے جہاں آپکی درسگاہوں کی تدریس کا معائنہ کرنا ہے وہاں ساتھ ہی ہر ایک فرد احمدی سے امتحان بھی لینا ہے کہ آیا آپ کی زیر نگرانی انہوں نے سال بھر میں باترجمہ کلمہ و نماز سیکھ لیا ہے کہ نہیں۔ لہذا قبل از وقت تیار رہیں۔ وہ مندرجہ ذیل مواضع میں خصوصیت سے معائنہ کرینگے۔ کیونکہ وہاں کے سکرٹری صاحبان نے جنوری ۱۹۲۴ء میں میرے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ وہ اپنے فرائض کو ضرور ادا کرینگے۔

شہر سیالکوٹ۔ نارووال۔ ہندووال۔ ستراہ۔ گھٹیالیاں۔ داتا زید کا۔ چندر کے منگولے۔ رعیہ۔ دانی والا۔ بدوملی۔ نوشہرہ۔ جونڈہ۔ رسلا مینکے۔ قادر آباد۔ ظفروال۔ خانوالی۔ میانوالی۔ جانگڑیاں۔ سمبڑیال۔ ڈیرانوالہ۔ گھنوکے۔ عزیز پورہ وغیرہ۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل
یوم پنجشنبہ - قادیان دار الامان - ۲۹ جنوری ۱۹۲۵ء

اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے ایک سابق بالخیرات

انگریزی ریویو کی سو کاپیوں کی خریداری

خان صاحب احمد اللہ دین سکندر آبادی کی اسلامی غیرت

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں لنڈن سے انگریزی ریویو کی اشاعت کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی تحریک کی گئی تھی۔ کہ اس کے لئے

دس ہزار خریداروں کی ضرورت ہے

یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس عہد کو عہد اشاعت قرار دیا ہے۔ اور اسلام کی کامیابی کا راز اسی اشاعت میں مضمر ہے۔ جس قدر ہم اپنے اشاعتی کام کو مضبوط کرینگے۔ اسی قدر اسلام کے محاسن اور معارف یورپ اور امریکہ میں پھیل سکیں گے۔ اس دس ہزار کی اشاعت کے لئے سب سے پہلی آواز

سکندر آباد دکن سے آئی ہے

یہ آواز ہمارے مکرم بھائی سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کے برادر کوچک

خان صاحب احمد الہ دین کی آواز ہے

خان صاحب احمد الہ دین حیدر آباد اور بمبئی میں ایک وسیع الاثر اور واجب الاحترام شخصیت ہے۔ قدرت نے ان کو فیاض اور کشادہ دل عطا کیا ہے۔ وہ ہمارے سلسلہ میں داخل نہیں ہیں۔ لیکن اسلامی غیرت اور حمیت ان کے دل میں ہے اور نیکی کے کاموں میں حصہ لینے کے لئے انہیں ہمیشہ مستعد پایا ہے۔ ایام رمضان میں ہزاروں روپیہ کی برنج مساجد میں تقسیم کرتے ہیں۔ اور بھی مختلف کاموں میں جو رفاہ عام کے ہوں۔ حصہ لینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

رفاہ عام کے کاموں میں دلچسپی لینے کا نتیجہ ہے۔ کہ گورنمنٹ نے انہیں خان صاحب کا خطاب دیا ہے۔ اور اگر ہم غلطی نہیں کرتے۔ تو غالباً انہیں آنریری مجسٹریٹی بھی دی ہے۔ انہیں جب معلوم ہوا۔ کہ لنڈن سے ریویو آف ریلیجنز شائع ہونے لگا ہے۔ اور یہ کثیر اخراجات محض حمایت اسلام کے لئے احمدی جماعت نے اختیار کئے ہیں۔ تو انہوں نے اپنی

بے تعصبی کا ثبوت ایک سو کاپیوں کی خریداری سے دیا

اللہ تعالیٰ اس نیک اور مفید کام میں مدد کا ہاتھ بڑھانے کے لئے ان کے کاروبار اور تمام معاملات میں فراخی اور وسعت دے۔ تاکہ وہ بیش از بیش خدمت اسلام کرنے کی توفیق پائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے لوگوں کے لئے پہلے سے دعا کی ہے۔

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است

پس اس نصرت اسلام کا ثمرہ انشاء اللہ ان کو ضرور ملیگا۔ یہ ایک سو کاپی مفت تقسیم ہوگی۔ اور یہ ایک ایسا صدقہ جاریہ ہے۔ کہ اس اشاعت اور تحریک سے جس قدر لوگ اسلام میں داخل ہونگے۔ ان سب کے حسنات کا ثواب سیٹھ احمد الہ دین کے نامۂ اعمال میں بھی ضرور درج ہوگا۔ اور دُنیا میں بھی اسکے ثمرات انکو ملیں گے۔

سیٹھ احمد بھائی اس نیکی کے کام میں سابق بالخیرات ہونے کی وجہ سے قابل مبارکباد ہیں۔ اور احمدی جماعت کی شکر گذاری کے قابل ہیں۔ ہم اپنے احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سیٹھ صاحب کی دینی اور دنیوی فلاح اور کامیابی کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہیں۔ اور ان کے اس فعل کو اپنے لئے ایک محرک سمجھ کر

ریویو کی دس ہزار کاپیوں کا انتظام کریں

اگر احمد بھائی جیسے سو آدمی نکل آئیں۔ تو یہ ایک ہی دن میں ریویو کی اشاعت کا سوال طے ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر سو سو کے خریدار نہیں۔ تو کم از کم ایسے بہت سے آدمی نکل آئینگے۔ جو دس دس کاپیاں خرید کر مفت اشاعت کے لئے وقف کر سکیں۔ یہ اسلام کی تائید کا سوال ہے۔ کسی شخص کی ذات کا سوال نہیں۔ لوگ حکومتوں اور سلطنتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور سیاسی اور سفلی اغراض میں لاکھوں روپیہ صرف کر رہے ہیں۔ اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں۔ لیکن اگر تین سال تک متواتر یہ رسالہ دس ہزار ماہوار کی تعداد میں شائع ہو۔ تو یورپ میں حیرت انگیز انقلاب اسلام کے حق میں پیدا ہو سکتا ہے۔ پس اس کے لئے کمر باندھ لو۔ یہی راستہ ہے۔ جو یورپ کی تسخیر کے لئے خدا تعالےٰ نے تجویز کیا ہے۔ اٹھو کہ یہ وقت ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی اشاعت اور اس کے غلبہ کا ارادہ کیا ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔ لیکن اگر یہ دوسروں کے ذریعہ ہوا۔ تو تم پر افسوس ہوگا۔ یقیناً یاد رکھو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دس ہزار کی تعداد کا اعلان کیا تھا۔ اس کو کامیابی اور نصرت ربانی کے ساتھ ضرور کوئی تعلق ہے۔ اور یہ دس ہزار کا عدد الہیات میں ایک خاص اثر رکھتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کتب مقدسہ کی پیشگوئیوں میں دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنا لکھا تھا۔ اس تعداد تک اس رسالہ کو پہنچا دو تا خدا تعالیٰ کے وہ وعدے پورے ہوں۔ جو اس سے وابستہ ہیں۔

ہماری دعا اور عین تمنا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان برکات اور فیوض کا ہم کو ہی وارث بنائے۔ جو اس نے اپنے دین کی تائید کے صلے کے ساتھ مقدر رکھے ہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری اس وقت کی سستیاں اور کوتاہیاں اسکے آئندہ آنیوالے فضلوں اور انعامات سے ہم کو محروم کر دیں۔ اور خدا تعالیٰ کسی اور قوم سے یہ اہم کام لیکر ان کو ان انعامات کا وارث بنا دے۔

بالآخر ہم سیٹھ احمد بھائی صاحب کی اس اعانت کے لئے ایک بار اور شکریہ کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس اعانت کے لئے ان کی وہ نصرت اور تائید کرے۔ جو ان کو دین و دُنیا میں سر بلند کرے۔ اور حسنات دارین سے حصہ وافر دے۔

آمین ثم آمین

ایک ضروری خط اور اس کا جواب

اسلام تنگ دلی نہیں سکھاتا

ذیل میں ایک خط جو ایک کالج کے احمدی طالب علم نے حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کے حضور ایک ضروری استفسار کی غرض سے لکھا۔ اور اس کا جواب جو حضرت اقدس نے دیا۔ احباب کے فائدہ اور دلچسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی و مولائی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ ... کالج کے بورڈنگ میں ۴۴ سکھ اور ۲۳ مسلمان طلباء رہتے ہیں ان ۲۳ مسلمان طلباء میں سے ہم ۵ احمدی ہیں اس بورڈنگ میں پہلے ہندو۔ سکھ اور مسلمان تینوں اقوام کے طلباء رہتے تھے۔ مسلمانوں کا علیحدہ باورچی خانہ ہے۔ پہلے ہندوؤں اور سکھوں کا ایک ہی اکٹھا باورچی خانہ تھا۔ سکھ ہندو طلباء کی وجہ سے وہاں گوشت نہ پکا سکتے تھے۔ لیکن اس سال سے سپرنٹنڈنٹ (جو کہ سکھ ہے) نے ہندو طلباء علیحدہ کر دئے ہیں۔ اب بورڈنگ میں صرف سکھ اور مسلمان رہتے ہیں۔ سکھ چونکہ جھٹکے کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور مسلمان جھٹکہ کا گوشت حرام سمجھتے ہیں۔ اس لئے مسلمان طلباء کو خیال ہوا۔ کہ سکھ اپنے باورچی خانہ میں باہر سے جھٹکہ شدہ گوشت لاکر پکایا کرینگے۔ اور ممکن ہے کہ وہی گوشت والے برتن بورڈنگ کے کنوئیں پر جہاں سے مسلمان بھی پانی لیتے ہیں۔ دھونے کے واسطے آیا کریں۔ اور ان برتنوں کو لگے ہوئے خون کے چند قطرے کنوئیں میں گریں۔ اور وہ خون چونکہ حرام ہے۔ اس لئے کنوئیں کا پانی مسلمانوں کے استعمال کے قابل نہ رہے گا۔ اس لئے غیر احمدی طلباء نے ایک مجلس میں فیصلہ کیا۔ کہ ایک عرضی پرنسپل صاحب کالج کو دی جائے کہ بورڈنگ میں جھٹکہ کا گوشت نہ پکا کرے۔ اگر پکتا ہے تو مسلمانوں کے واسطے پانی کا علیحدہ انتظام کیا جائے۔ اور اگر پرنسپل صاحب مسلمانوں کے واسطے پانی کا علیحدہ انتظام نہ کر سکیں۔ تو تمام اس کنوئیں کو جو کہ بورڈنگ کے صحن میں ہے۔ ترک کر دیں اور پانی کا انتظام باہر کر لیں۔

پس اس مطلب کی ایک عرضی لکھی گئی۔ اور غیر احمدی طلباء نے سوائے چند کے اس پر دستخط کر دئے۔ اور ہمیں بھی اس پر دستخط کرنے کے لئے کہا گیا۔ مگر ہم نے انکار کر دیا اور کہا۔ کہ اگرچہ ہم کو اس معاملہ میں آپ سے ہمدردی ہے۔ لیکن ہم چونکہ ایک انتظامیہ جماعت قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں ناواقف ہیں۔ کہ آیا کنوئیں کا پانی حرام ہو جائے گا یا نہیں۔ اس لئے جب تک ہم قادیان سے اجازت نہ لے لیں۔ اس عرضی پر دستخط نہ کرینگے۔

مسلمان طلباء نے وہ عرضی سستی یا کسی اور وجہ سے اس وقت پیش نہ کی۔ اور ہم نے بھی اپنی سستی کی وجہ سے حضور سے کوئی فیصلہ نہ منگوایا۔ اور ادھر سپرنٹنڈنٹ صاحب بورڈنگ نے بھی کسی وجہ سے سکھوں کو بورڈنگ میں جھٹکہ کا گوشت پکانے کی اجازت نہ دی۔ یہ تمام واقعات ماہ جون ۱۹۲۴ء کے ہیں۔ لیکن اب صرف دو روز کا ہی واقعہ ہے۔ کہ یہ معلوم ہوا کہ چند سکھ طلباء نے بورڈنگ کے باورچی خانے میں علیحدہ طور پر جھٹکہ کا گوشت پکوایا ہے۔ جس پر مسلمانوں نے کنوئیں کا پانی ترک کر دیا۔ اور ناواقفی کی وجہ سے کنوئیں کا پانی جس ہنڈیا اور کھانے میں ڈالدیا گیا تھا۔ وہ بھی پھینک دئے گئے۔ اور دوسری دفعہ باہر سے پانی منگوا کر کھانا پکوایا گیا اب احمدی طلباء سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ تم اس پانی کے استعمال کے لئے تیار ہو۔ تو ہم نے یہی جواب دیا۔ کہ ہم اس کنوئیں کے پانی کو حرام نہیں سمجھتے۔ لیکن غیر احمدی طلباء کہتے ہیں کہ اگر سب ملکر کوشش کریں۔ تو بورڈنگ سے جھٹکہ بند ہو سکتا ہے۔ اور ہمیں بھی کہتے ہیں کہ تم بھی ہماری کوشش میں ساتھ دو۔

اس لئے حضور کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ جس کنوئیں سے جھٹکہ کھانے والے پانی لیتے ہوں۔ اور احتمال ہو کہ جھٹکہ کے خون کے چند قطرے برتن کے ساتھ کنوئیں میں چلے جائیں۔ تو کیا اس کنوئیں کا پانی قابل استعمال ہے یا نہیں؟ اور اس معاملہ میں احمدی طلباء کیا کریں۔ آیا اس کوشش میں دوسروں کا پورا ساتھ دیں یا بالکل علیحدہ رہیں اگر علیحدہ رہیں تو ممکن ہے۔ کہ غیر احمدی احمدیوں کی آگے سے زیادہ مخالفت شروع کر دیں۔

حضور اس عرضی کا جلدی جواب ارسال فرمائیں تاکہ زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا جواب

یہ ایک فضول خیال ہے۔ نہ ایسے قطرے کوئی پھینکتا ہے نہ اس طرح کے قطروں سے کنواں ناپاک ہوتا ہے۔ مسلمان تنگ دل نہیں ہوتا۔ اور اپنے ہمسایوں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ دوسروں کو بھی سمجھاویں۔ کہ اس قسم کی تنگ دلی سے اسلام کو بدنام نہ کریں۔ کبھی اسلامی حکومتوں میں غیر مذہب والوں کو کنوؤں سے نہیں روکا گیا۔ اور نہ ان کو پانی سے روکا گیا۔ کفار جو سور۔ جھٹکا۔ مُردار سب ہی کچھ کھاتے تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ ایک ہی کنوؤں سے پانی لیتے تھے۔ محبت کو بڑھانے کی کوشش چاہیئے نہ فساد کی جس امر میں مذہب دخل نہیں دیتا۔ اسکو مذہب کا حصہ بنانا گناہ ہے۔

خاکسار مرزا محمود احمد

نکتہ

اخباروں میں ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ جرمنی کے سائنس والوں نے ایک آلہ پرواز ایجاد کیا ہے۔ جس کی رفتار فی سیکنڈ ایک سو اسی میل ہے۔ اس کے ذریعہ چاند میں جانے اور پھر آدمیوں کے واپس آنے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ یہ خبر پڑھ کر قرآن کریم کی ایک آیت یاد آگئی۔ پچیسویں پارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ومن اٰیاته خلق السمٰوات والارض وما بثّ فیهما من دابة وهو علٰی جمعهم اذا یشاء قدیر۔ کہ خدا تعالےٰ کے نشانوں میں سے آسمان و زمین کی پیدائش بھی ایک نشان ہے۔ اور پھر وہ مخلوق بھی اس کے نشانوں میں سے ہے۔ جو آسمان اور زمین میں چلنے پھرنے والی خدا نے بنائی ہے۔ اور خدا جب چاہے۔ آسمان و زمین کی مخلوق کو جمع کرنے اور ملا دینے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ کیا عجب کہ اس قسم کے آلات کے ذریعہ قرآن کریم کی اس پیشگوئی کا نظارہ ہمیں دیکھنا نصیب ہو اور زمین و آسمان کی مخلوقات کے باہمی تعلقات قائم ہو جائیں۔ اور اذا السماء کشطت کا بھی یہی مطلب ہے کہ آخری زمانہ میں آسمان کی کھال اتاری جائیگی۔ یعنی آسمان کے نئے نئے حالات اور نئے نئے علوم دریافت کئے جائینگے۔ اور علم ہیئت بہت ترقی کر جائیگا۔ سو اس قسم کی ایجادیں ہی زیادہ انکشافات کا موجب ہو سکتی ہیں۔

اہلحدیث کی اباطیل

نمبر ۱

منکرین انبیاء بھی عجیب ہی انسان ہوتے ہیں۔ کہ جب ہر طرف سے ندامت و پشیمانی کا ہی منہ دیکھتے ہیں۔ تو اپنا مقصد ثابت کرنے کے لئے مضحکہ خیز اور بیہودہ اعتراضات پر آ تر آتے ہیں۔ جو عقلمند اور حق پسند انسان کی شان سے بہت دور ہوتے ہیں۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث میں کسی نامہ نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں سے مختلف عبارات نقل کرکے ان میں تعارض و تناقض ثابت کرنا شروع کیا ہے۔ اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب ۱۶ر جنوری کے "اہلحدیث" میں فرماتے ہیں۔ کہ

"اس (مضمون) سے یہ غرض ہے۔ کہ قرآن مجید نے جو کلام اللہ اور غیر کلام اللہ کا امتیازی اصول بتایا ہے (لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا) کہ جس کلام میں اختلاف و تناقض ہو۔ وہ کلام اللہ نہیں۔ مرزا صاحب کے کلام اس اصول کے مطابق جانچے جائیں"

تعجب ہے۔ کہ مولوی صاحب یہ اصول تو کلام الٰہی کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ کہ اس میں تناقض و اختلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن مضمون وہ تحریر کرتے ہیں۔ جس میں حضرت احمد جری اللہ علیہ السلام کے کسی الہام یا وحی کا ذکر نہیں۔ بلکہ خود حضرت اقدس کی ہی چند عبارات نقل کرکے بزعم خود تعارض ثابت کر دیا ہے۔ حالانکہ اگر مولوی صاحب خود یا ان کا کوئی چیلا قرآن مجید کے اس اصول کے مطابق حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ کے آئینہ صداقت پر غبار ڈالنا چاہتا تھا۔ تو ان کو چاہیئے تھا۔ کہ حضور کے الہامات میں جو کلام الٰہی ہونے کے باعث تعارض و اختلاف سے بالکل پاک اور مبرا ہیں۔ تناقض ثابت کرتا۔ مگر وہ ایسے جرأت کرہی نہیں سکتے ورنہ بے تکی تو بلیغی ہانکتے ہیں۔ لیکن ہم جھوٹے کو گھر تک پہنچانا چاہیئے کے اصول کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تحریریں جو ۱۶ر جنوری کے اہلحدیث میں نقل کی گئی ہیں لکھ کر ثابت کرتے ہیں۔ کہ ان میں بھی ہرگز اختلاف نہیں ہے۔

اختلاف اول کتاب مسیح ہندوستان میں کے صفحہ ۴۹ کے بقیہ در حاشیہ پر ہے۔

"ایک عمیق نظر کے بعد نہایت تسلی بخش طریق کے ساتھ کھل جائیگا۔ کہ در اصل یہ لفظ (یوز آسف) ... یسوع آسف ہے یعنی یسوع غمگین۔ اسف اندوہ اور غم کو کہتے ہیں۔ ... چونکہ حضرت مسیح نہایت غمگین ہو کر اپنے وطن سے نکلے تھے۔ اس لئے اپنے نام کے ساتھ آسف ملا لیا۔ ..."

اور تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے۔ کہ

"یہ لفظ (یوز آسف) صریح معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع اسفی کا بگڑا ہوا ہے۔ آسف عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جو قوم کو تلاش کرنے والا ہو۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو تلاش کرتے کرتے ... کشمیر میں پہنچے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نام یسوع آسف رکھا تھا"

معترض یہ دونوں حوالے نقل کرکے لکھتا ہے۔ "آسف کے معنے پر غور کریں"

جواب بہت اچھا۔ اگر آپ بغض و عناد کی وجہ سے عقل و حواس کو بالکل جواب دے چکے ہیں۔ تو ہم ہی آپ کو بتا دیتے ہیں۔ کہ کوئی لفظ جب ایک زبان میں ہی دو مفہوم ادا کرنے کے لئے موضوع ہو۔ تو اگر کسی انسان پر وہ دونو مفہوم کے لحاظ سے صادق آتا ہو۔ تو دونوں مفہوموں کے مطابق اس ایک شخص کو ہی مراد لینے میں کوئی قباحت متصور نہیں ہو سکتی۔ جیسے لفظ "عین" پانی کے چشمہ اور سونے کے لئے بھی موضوع ہے۔ تو اب اگر کوئی انسان سونے اور کسی چشمہ دونو کا مالک ہو۔ تو ہم اس کو "صاحب العین" کہہ سکتے ہیں۔ اسی ایک ہی فقرہ سے بعض دفعہ مراد یہ ہوگا۔ کہ اس کے پاس سونا ہے۔ اور بعض دفعہ یہ کہ وہ چشمہ کا مالک ہے۔ لیکن جب زبان بھی ایک نہ ہو۔ بلکہ دو مختلف زبانوں کے لحاظ سے ایک لفظ کے دو معنوں کو ایک شخص پر چسپاں کیا جاوے۔ تو اس میں بدرجہ اولیٰ کوئی نقص لازم نہیں آسکتا۔ چنانچہ اسی طرح حضرت اقدس نے لفظ "آسف" کا مفہوم (غم و اندوہ والا) عربی زبان کے لحاظ سے حضرت مسیح پر لگایا ہے۔ اور اسی لفظ کے عبرانی مفہوم یعنی تلاش کرنے والے سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی مراد لیا ہے۔ کیونکہ آپ جہاں غم و اندوہ کے شکار بنے ہوئے تھے۔ وہاں بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو تلاش کرنے والے بھی تھے۔ پس لفظ آسف دونو زبانوں کے لحاظ سے ان پر صادق آتا ہے۔ فلا اعتراض ؛

اختلاف دوم کتاب راز حقیقت کے صفحہ ۱۹ پر ہے۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ... یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ یہ ان کا مزار ہے اور بموجب شہادت کشمیر کے معمر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلہ خانیار میں ہے"

اور ریویو آف ریلیجنز ماہ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۱۹ پر لکھا ہے

"... علاوہ از یں سری نگر اور اس کے نواح کے کئی لاکھ آدمی ہر ایک فرقے کے بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ صاحب قبر عرصہ انیس سو سال کا ہوا ہے۔ کہ ملک شام کی طرف سے اس ملک میں آیا تھا"

جواب ان دونوں عبارتوں کے نقل کرنے سے نامہ نگار کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انیس سو برس کے قریب سے حضرت مسیح کی قبر سری نگر میں ہے۔ لیکن دوسری جگہ یہ لکھا ہے کہ صاحب قبر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) انیس سو سال کا عرصہ ہوا ہے کہ شام سے اس ملک میں آیا تھا۔

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ تحریر فرمایا ہے تو اس سے صرف اس قدر بتانا مقصود ہے۔ کہ حضرت مسیح ملک کشمیر میں آئے۔ اور ان کا مزار بھی اس جگہ موجود ہے۔ باقی روایت بیان کرنے والے لوگوں میں سے بعض نے صاحب قبر کو آئے ہوئے انیس سو سال کا عرصہ بتایا۔ اور بعض نے مزار کے متعلق کہہ دیا۔ کہ انیس سو سال سے ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا ہے۔ کہ "انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر میں ہے" اور لفظ "قریب" اتنی بڑی مدت کے لحاظ سے کافی طور پر کمی و زیادتی کا احتمال رکھتا ہے۔ فلا اعتراض ؛

اختلاف سوم تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے۔

"صحیح بخاری میں ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ سرخ رنگ کا لکھا ہے۔ جیسا کہ عام طور پر شامی لوگوں کا ہوتا ہے"

اور کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے صفحہ ۸۱ پر ہے۔

"بدھ نے ... آنیوالے کا نام بگوا اس لئے رکھا۔ کہ بگوا سنسکرت زبان میں سفید کو کہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح چونکہ بلاد شام کے رہنے والے تھے۔ اس لئے وہ بگوا یعنی سفید رنگ تھے"

جواب ہم نامہ نگار کو فریب خوردہ خیال کریں یا متجاہل تصور کریں۔ بہرحال اس نے یہ مد نظر رکھ کر سرخ رنگ انسان کا متعلق خون وغیرہ کے ہوتا ہے۔ اور سفید متعلق دودھ کے یہ اعتراض کر دیا ہے۔ حالانکہ اس طرح ان دونوں رنگوں کا پایا جانا ممتنع الوقوع ہے۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ جو شخص سیاہ یا گندم گوں وغیرہ رنگ کا نہ ہو۔ اس کو خواہ سرخ رنگ کہہ دیا جائے خواہ سفید رنگ والا۔ بات ایک ہی ہے۔ اگر معترض کو بھی کسی شامی انسان کو دیکھنے کا موقعہ ملے۔ تو وہ بخوبی سمجھ لے۔ کہ اس پر سرخ رنگ اور سفید رنگ دونوں کا اطلاق ہو سکتا ہے ؛

اختلاف چہارم کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے۔ اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہونگے۔ اور کچھ بعید نہیں۔ کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے کیا تعجب

کہ وہ حضرت عیسےٰ کی ہی اولاد ہوں ''

اور تریاق القلوب کے صفحہ ۹۹ کے حاشیہ پر ہے۔

''اور ظاہر ہے۔ کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی ''

جواب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحقیق یہی ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی کوئی ظاہری اولاد نہ تھی۔ جیسا کہ آپ نے تریاق القلوب کے محولہ صفحہ پر بھی ارقام فرمایا ہے۔ لیکن حضور کی یہ تحقیق قرآن وحدیث کی تصریح یا الہام ووحی کی بناء پر نہ تھی۔ اس لئے آپ نے جو تحقیق تاریخی رنگ میں اپنے قیاس وفکر سے کی۔ اس کے خلاف کا بھی احتمال تھا۔ کیونکہ انسان بوجہ عالم الغیب نہ ہونے کے جس نتیجہ پر اپنی عقل وقیاس سے یقینی طور پر پہنچتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اس میں بھی کچھ غلطی ہو۔ چنانچہ اسی بناء پر حضور علیہ السلام احتمالیہ الفاظ کے ساتھ فرماتے ہیں۔ کہ

''یہ بھی خیال ہے۔ کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہونگے '' اور کچھ بعید نہیں۔ کہ وہاں شادی بھی کی ہو ''

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے محض احتمالاً بیان فرمایا ہے۔ پس کسی منصف مزاج انسان کے لئے آپ کی ان دونو تحریروں میں بھی اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ فتفکروا یا اولی الابصار ؛

راقم محمد یار۔ مولوی فاضل۔ از قادیان

مولوی ثناء اللہ صاحب اور حیض الرجال

حضرت خاتم الاولیاء وتاج الاصفیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام یریدون ان یروا طمثک الخ پر معاندین کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ یہ خلاف واقعہ بلکہ ناممکن الوقوع ہے کیونکہ طمث (حیض) مردوں کو نہیں آیا کرتا۔ حالانکہ خود حضرت اقدس نے اس کی تشریح فرما کر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ یہاں پر طمث ناپاکی اور عیب کے مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور نے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۳ پر اس سوال کا بالتشریح جواب دیا ہے۔ لیکن اس وقت ہم ایک مخالف کی تحریر ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ جس میں مردوں کو حیض آنا تسلیم کیا گیا ہے۔ اور وہ مخالف اڈیٹر صاحب اہلحدیث یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے تازہ پرچہ اہلحدیث کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں :-

''۲ر جنوری کو (حافظ جماعت علی) شاہ صاحب۔ (علی پوری) کا وعظ مسجد میاں محمد جان مرحوم امرتسر میں ہوا۔ اس وعظ میں کیا فرمایا۔ بروایت اڈیٹر صاحب اخبار اتحاد الاسلام امرتسر اپنی کرامات کا کافی اظہار فرمایا ''

آگے اس پر اظہار ناراضگی فرماتے ہوئے یوں عرض پرداز ہوتے ہیں :-

''واضح رہے۔ کہ صوفیائے کرام فرمایا کرتے تھے۔ الکرامات حیض الرجال۔ یعنی اولیاء اللہ کی کرامات مثل حیض کے ہیں۔ جس طرح کنواری لڑکی حیض کو چھپاتی ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ اپنی کرامات چھپاتے ہیں۔ تاکہ نفس میں غرور پیدا نہ ہو۔ ممکن ہے۔ شاہ صاحب کا یہ اصول نہ ہو۔ بلکہ یہ اصل ہو ؎

تا نگریہ کودکِ حلوائے فروش

ابر رحمت کے ہے آید بجوش ''

اخبار اہلحدیث ۱۶ر جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

ناظرین اب تو مولوی فاضل کی شہادت سے یقین ہو گیا کہ ''حیض الرجال'' (یعنی مردوں کا حیض بھی کوئی وجود رکھتا ہے) پس ہمیں امید ہے۔ کہ آیندہ الہام مذکور پر اعتراض کرنے سے بھی احتراز کیا جاوے گا۔ والسلام

(خاکسار۔ تاج الدین (لائلپوری) مولوی فاضل۔ از قادیان)

لفظ "خطاب" و اہل پیغام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت مندرجہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ کہ ''بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا '' جب غیر مبائعین کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ تو عجیب انداز سے اس کو ٹالنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اور کہا کرتے ہیں۔ کہ اس سے حضرت صاحب کی نبوت ہرگز ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس میں حضرت اقدس نے یہ فرمایا ہے۔ کہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا ہے۔ یہ تو نہیں کہا۔ کہ مجھے نبی بنایا گیا ؛

حالانکہ حضرت اقدس نے جیسا مسیح موعود ومہدی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ ویسا ہی نبوت کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ''ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ امر حق کو پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے ''

(بدر ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء)

تاہم اذھب بالکذاب الی حد الباب کے مطابق جھوٹے کو گھر تک پہنچانا چاہیئے۔ سو انہیں واضح رہے۔ کہ لفظ ''خطاب'' سے ان کا مقصد حل نہیں ہو سکتا۔ دیکھئے الشیخ الامام جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مفید العلوم ومبید الھموم'' صفحہ ۲ میں نبوۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''اعلم ان النبوۃ لیست بمکتسبۃ ولا ھی صفۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ولیست بجسم فیوضع علے الطبق واما تفسیر النبوۃ فمعناھا تعلق خطاب اللہ تعالےٰ بالشخص ان یقول لہ انت رسولی '' آپ فرماتے ہیں۔ کہ نبوت نہ اکتسابی ہے۔ نہ آنحضرت کی صفت ہے۔ اور نہ یہ کوئی مجسم چیز ہے۔ ہاں نبوت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی شخص رسول کا خطاب پائے۔

اس جگہ امام جمال الدین رحمۃ اللہ نے تعلق خطاب اللہ تعالےٰ رکھ کر صاف ظاہر کر دیا ہے۔ کہ نبوت کا خدا کی طرف سے بندہ کو خطاب ملا کرتا ہے۔

کہیئے پیغامی حضرات اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں۔ کہ لفظ خطاب سے حضرت اقدس زمرۂ انبیاء سے باہر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ سابقین امت نے بھی انبیاء کی نبوت کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک خطاب قرار دیا ہے۔

خاکسار۔ عبدالاحد ہزاروی ثم قادیانی (مولوی فاضل)

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چشمہ معرفت کے ٹائیٹل پیج پر تحریر فرماتے ہیں'' جیسے خدا نے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کا خطاب دیا ہے '' اس لحاظ سے شاید پیغامی حضرات حضرت صاحب کی مسیحیت اور مہدویت سے بھی انکار کر دیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئینہ کمالات اسلام میں بوضاحت اس بات کو لکھا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے دیئے ہوئے خطابات بندوں کے دیئے ہوئے خطابات کی طرح نہیں ہوتے۔ کہ اپنی طرف سے تو وہ شیر بہادر کا خطاب دیدیتے ہیں۔ گو وہ سخت بزدل ہی ہو۔ لیکن خدا تعالےٰ جو خطاب کسی کو دیتا ہے۔ وہ حقیقت بھی اس کے اندر پیدا کر دیتا ہے (اڈیٹر)

لانبی بعدی کا آسان حل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تبوک والی حدیث کے مندرجہ بالا فقرہ کو براء ابن عازب کی روایت سے علامہ ابن سعد نے یوں تحریر فرمایا ہے ''قال یا علیؓ اما ترضی ان تکون منی کھارون من موسیٰ غیر انک لست بنبی قال بلیٰ یا رسول اللہ '' (طبقات کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۵ مصری) خط کشیدہ الفاظ لانبی بعدی کی شرح ہیں۔ آپ نے حضرت علیؓ کو فرمایا۔ کہ ہاں تو نبی نہ

وصیت نمبر ۲۱۹۳ } میں ڈاکٹر حاجی خان ولد احمد خان قوم پٹھان ساکن کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد صرف ایک جدی مکان پختہ مشترکہ واقعہ جوبٹر بازار کراچی ہے جسکے ۱/۶ حصہ کا میں مالک ہوں۔ المرقوم ۲۵ / ۱۲ / ۲۴ حاجی خان بقلم خود گواہ شد محمد ابراہیم بقاپوری۔ گواہ شد اکبر علی انسپکٹر آف ورکس ریلوے۔ سکرٹری انجمن احمدیہ روہڑی سندھ ۔

وصیت نمبر ۲۱۹۲ } میں مسماۃ بی بی حلیمہ زوجہ مولوی اختر علی صاحب سکنہ بھاگلپور محلہ رام سر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) مہر ایک ہزار روپیہ (۲) زمین جوت تخمیناً پچاس بیگہ جس میں ۴ بیگہ مالکانہ کی موسومہ جاگیر راحت الاجرا واقعہ موضع مینہار پور تھانہ شاہ کند قیمتی اندازی دو ہزار روپیہ (۳) نصف حصہ باغ قلم آم وغیرہ جو تخمیناً پانچ بیگہ ہے واقعہ محلہ رکاب گنج شہر بھاگلپور قیمتی اندازی ایکہزار روپیہ (۴) زیورات قیمتی پانصد روپیہ المرقوم ۹ / ۱۲ / ۲۴ بی بی حلیمہ خاتون بقلم خود موصیہ گواہ شد نور الحسن بقلم خود گواہ شد اختر علی بقلم خود گواہ شد محمد عیسیٰ بقلم خود گواہ شد محمد ایوب بقلم خود گواہ شد محمد اسمعیل بقلم خود ۔

وصیت نمبر ۲۲۲۳ } میں سردار بیگم زوجہ سید محمد افضل شاہ ساکن راہوں ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد موجودہ اسوقت زیور قیمتی ۸۰ روپیہ ہے مہر میں خرچ کرچکی ہوں لہذا میں جائداد مذکورہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے آیندہ کیلئے بھی یہ وصیت کرتی ہوں کہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۳ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ المرقوم ۱۲ / ۱۲ / ۲۴ موصیہ سردار بیگم۔ گواہ شد محمد افضل شاہ خاوند موصیہ گواہ شد بدر الدین احمدی بقلم خود ۔

وصیت نمبر ۲۲۱ } میں ولایت حسین ولد صدر الدین خان ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری اسوقت جائداد منقولہ و غیر منقولہ ایک مکان ہے جو محلہ دار الفضل میں واقعہ ہے موجودہ وقت کے لحاظ سے قیمتی الف روپیہ ہے جس میں اسکا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائداد بھی میری ملکیت میں ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی ۲۲ / ۱۲ / ۲۴ وثانیت حسین ولد کالدار خان گواہ شد شیخ نور احمد مختار عام حضرت صاحب گواہ شد عطاء اللہ قاضی عربی مدرسہ احمدیہ قادیان

وصیت نمبر ۲۲۲۴ } میں فضل دین ولد جیون قوم جٹ سندھو ساکن گوتریکے ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری موجودہ جائداد چاہ بربیبے والہ واقعہ موضع گوتریکے ضلع گجرات میں ۱۸ بیگہ زمین چاہی بارانی ہے جسکے ہم دو بھائی مالک ہیں یعنی میں ۹ بیگہ زمین کا مالک ہوں مگر دو بیگہ زمین میرے جانب سے ۱۰۰ روپیہ پر رہن ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ اس زمین کی قیمت الف ۹۰۰ روپیہ ہے جس میں سے ۱۰۰ روپیہ منہا کرکے باقی الف ۸۰۰ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو یا موجودہ جائداد کی قیمت بڑھ جاوے تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی ۲۹ / ۱۲ / ۲۴ گواہ شد بقلم خود غلام محمد۔ العبد فضل دین ولد جیون موصی۔ گواہ شد کرمداد گوتریکے ۔

وصیت نمبر ۲۲۲۰ } میں غلام فاطمہ زوجہ محمد بخش قوم نجار ساکن قلعہ لال سنگھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے موصیہ زیورات سنہری و نقرئی قیمتی ۱۱۰ روپیہ مہر مبلغ ۵۰ روپیہ ۱۷ / ۱۱ / ۲۴ العبد غلام فاطمہ گواہ شد محمد بخش خاوند موصیہ بقلم خود گواہ شد مرزا اسلام پٹواری قلعہ لال سنگھ حلقہ

وصیت نمبر ۲۲۲۷ } میں سردار بیگم زوجہ ڈاکٹر نور احمد صاحب قوم جاٹ کاہلوں ساکن کھیوہ چک ۲۶۷ تحصیل و ضلع لائلپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اسوقت جائداد موجودہ مہر ۳۰۰ روپیہ زیورات قیمتی ۱۰۰ روپیہ ہے اسکی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز آیندہ کیلئے بھی یہ وصیت کرتی ہوں کہ اگر میری وفات پر کوئی مزید جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور جو رقومات اپنی زندگی میں داخل خزانہ کرکے اور رسید حاصل کرلوں تو اس قسم کی رقومات حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجاویں گی فقط والسلام ۳۱ / ۱۲ / ۲۴ الراقم سردار بیگم موصیہ گواہ شد ڈاکٹر نور احمد اسسٹنٹ سرجن خاوند موصیہ گواہ شد فیض احمد بقلم خود برادر ڈاکٹر نور احمد صاحب مذکور ۳۱ / ۱۲ / ۲۴

وصیت نمبر ۲۲۲۵ } میں فضل دین ولد ولی محمد قوم کشمیری ساکن کیمپ تحصیل و ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد ایک مکان قیمتی ۳۰۰ روپیہ جو میرے پاس ہے۔ کل مبلغ ۳۰۰ روپیہ کی جائداد ہے فقط ۲ / ۱ / ۲۴ گواہ شد علی بخش رہتاس از قادیان العبد فضل دین از قادیان گواہ شد وزیر محمد سکنہ رہتاس از قادیان ۔

وصیت نمبر ۲۲۲۶ } میں امۃ الحمید بیگم زوجہ قاضی محمد خورشید کلرک قلعہ میگزین راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں۔ البتہ منقولہ جائداد صرف میرا مہر ہے اور ۱۰۰ روپیہ کا زیور ہے۔ گواہ شد خاوند موصیہ محمد رشید بقلم خود العبد امۃ الحمید بیگم موصیہ گواہ شد والد موصیہ محمد عبد اللہ احمدی بوتالوی ۔

وصیت نمبر ۲۱۹۴ } میں جیواں بی بی زوجہ چودھری غلام محمد آرائیں ساکن دار الفضل قادیان ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت اپنی جائداد متروکہ کے متعلق کرتی ہوں (۱) میرے مرنیکے جس مقدر میری جائداد ہو اسکے چھٹے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد ۱۰۰ روپیہ کی قیمت کا زیور ہے ۹ / ۱۲ / ۲۴ گواہ شد غلام احمد پسر موصیہ الراقم جیواں بی بی موصیہ گواہ شد غلام محمد سیکنڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۲۲۱۲ } میں گلاب بی بی زوجہ عبد الحق احمدی قوم آرائیں ساکن چک ۲۶۷ گوکھووال تحصیل و ضلع لائلپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری منقولہ جائداد کوئی نہیں منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر ۵۰ روپیہ انام قیمتی ۵۰ روپیہ ونگ قیمتی دس چوڑیاں نقرئی اور ایک جوڑی بند نقرئی اور ایک عدد ہار نقرئی ہے اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرکے حسب ذیل زیورات چوڑیاں ۱۰ عدد بند ۲ عدد ہار ایک عدد دفتر محاسب میں بھجوا دیئے ہیں (دیکھو رسید ۲۱۴ / ۲۵ / ۱ / ۲۴) چندہ شرط اول بھی داخل کردیا ہے میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد اسکے علاوہ ہو اسکے اسی قدر حصہ کی مالک بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں اس نئی پیدا ہونیوالی جائداد میں سے اسکا ۱/۱۰ حصہ بصورت جائداد یا رقم داخل کردوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی ۱۹ / ۱۲ / ۲۴ الراقم گلاب بی بی موصیہ گواہ شد عبد الحق خاوند موصیہ۔ گواہ شد بقلم خود سید محمد طفیل سکرٹری انجمن احمدیہ گوکھووال ۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں نئے داخل ہونیوالوں کی فہرست

ماہ جنوری ۱۹۲۴ء

نام	مقام
۱۔ مرزا خاں صاحب	ضلع گجرات
۲۔ اللہ دین صاحب	〃 〃
۳۔ علم دین صاحب	〃 امرتسر
۴۔ امیر علی صاحب	حیدرآباد۔ دکن
۵۔ عبداللہ صاحب	〃 〃
۶۔ رجب بیگ صاحب	〃 ہردوئی
۷۔ سید ابرار حسین صاحب	شاہجہانپور
۸۔ شیخ سردار محمد صاحب	ضلع لاہور
۹۔ علی محمد و غلام محی الدین صاحبان	〃 فیروزپور
۱۰۔ غلام محمد صاحب	〃 لائل پور
۱۱۔ غلام محمد صاحب جعفر خانصاحب	〃 کیمل پور
۱۲۔ محمد شریف صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۳۔ تاج محمد صاحب	امرتسر
۱۴۔ عنایت اللہ صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۵۔ حاکم علی صاحب	〃 لائل پور
۱۶۔ عبدالستار صاحب	〃 〃
۱۷۔ محسن علی صاحب	〃 جہلم
۱۸۔ عطا محمد صاحب	〃 〃
۱۹۔ حیات محمد صاحب	〃 〃
۲۰۔ ستار محمد صاحب	〃 〃
۲۱۔ عباس علی صاحب	〃 〃
۲۲۔ غلام رسول صاحب	〃 گورداسپور
۲۳۔ عبدالغنی صاحب	〃 ملتان
۲۴۔ عبدالغفور صاحب	〃 ملتان
۲۵۔ عبدالمالک صاحب	〃 〃
۲۶۔ مولا بخش صاحب	〃 شاہ پور
۲۷۔ فتح محمد صاحب	〃 〃
۲۸۔ میاں کرم دین صاحب	〃 〃
۲۹۔ محمد حیات صاحب ع۱	〃 〃
۳۰۔ محمد حیات صاحب ع۲	〃 〃
۳۱۔ فضل کریم صاحب	〃 〃
۳۲۔ فضل الرحمٰن صاحب	〃 〃
۳۳۔ احمد دین صاحب	〃 جہلم
۳۴۔ مولوی محمد اسرائیل صاحب	ہزارہ
۳۵۔ اکبر علی صاحب	ضلع فیروزپور
۳۶۔ محمد حسین صاحب	ریاست پٹیالہ
۳۷۔ محمد صدیق صاحب	ضلع میرپور
۳۸۔ آغا حاکم علی خانصاحب	〃 مین پوری
۳۹۔ میاں فیروز دین صاحب	ریاست پونچھ
۴۰۔ نور عالم صاحب	ضلع گجرات
۴۱۔ محمد عثمان صاحب	ریاست پٹیالہ
۴۲۔ اللہ بخش صاحب	ملتان
۴۳۔ عبدالرحیم صاحب	ضلع سیالکوٹ
۴۴۔ عبدالحفیظ صاحب	کرنال
۴۵۔ ظہور دین صاحب	سیالکوٹ
۴۶۔ حبیب اللہ صاحب	〃
۴۷۔ محمد جعفر صاحب	کشمیر
۴۸۔ غلام محمد صاحب	ریاست 〃
۴۹۔ غلام احمد صاحب	〃 〃
۵۰۔ محمد صدیق صاحب	〃 〃
۵۱۔ غلام صمدانی صاحب	کلکتہ
۵۲۔ عبدالحفیظ صاحب	〃
۵۳۔ محمد یسین صاحب	گوجرہ شنکر
۵۴۔ میاں ربیا صاحب	ریاست پٹیالہ
۵۵۔ سودان خانصاحب	ضلع آگرہ
۵۶۔ مہر خاں صاحب	〃 〃
۵۷۔ شاما صاحب	〃 〃
۵۸۔ سکندر صاحب	〃 〃
۵۹۔ کشن لعل صاحب	〃 〃
۶۰۔ چاند خاں صاحب	〃 〃
۶۱۔ کریم الدین صاحب	〃 〃
۶۲۔ مگن خاں	〃 متھرا
۶۳۔ عباسی صاحب	〃 〃
۶۴۔ سنگھو خاں صاحب	〃 〃
۶۵۔ لکھمی خان صاحب	فتح پورہ
۶۶۔ روپ سنگھ صاحب	فتح پور
۶۷۔ بالمکند صاحب	صالح نگر
۶۸۔ مرادا صاحب	ریاست بھرت پور

(باقی آئندہ)

مختصر ضروری خبریں

آستانہ کے ایک خاص تار میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اخبار جمہوریت کو قدس سے اطلاع ملی ہے۔ کہ امیر علی اور نجدیوں کے درمیان اطراف جدہ میں ایک زبردست معرکہ وقوع میں آیا۔ جو چھ گھنٹہ تک مسلسل جاری رہا۔ آخر ۸۰ مقتول چھوڑ کر حجازی سپاہ پیچھے ہٹ گئی۔ دوسرے برقی پیام میں اطلاع دی گئی ہے۔ کہ نجدی حکومت نے امیر کے دوست قبائل کو آگاہ کیا ہے۔ کہ وہ فریقین کے معرکوں میں کسی کا ساتھ نہ دیں۔ اور کسی قسم کا دخل نہ دیں۔ ورنہ وہ نجد کے دشمن سمجھے جائیں گے۔ اور ان کے ساتھ دشمنوں کا سا سلوک کیا جائیگا۔

فلسطین کی برقی کمپنی نے اطلاع دی ہے۔ کہ شیخ سنوسی اعظم شام واپس آ گئے ہیں۔ کیونکہ امیر علی نے محاربہ کو حجاز میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی۔

آستانہ کا ایک خاص تار مظہر ہے۔ کہ ٹرکی کی وزارت خارجہ نے حکم دیا ہے۔ کہ ایک کمیٹی سفیر ایران سے معاہدہ اتحاد کی گفتگو کے لئے مرتب کی جائے۔ تاکہ دونوں حکومتوں کے درمیان جو مسائل تصفیہ طلب ہیں۔ ان کا تصفیہ کر کے معاہدہ مکمل کرایا جائے۔

قاہرہ ۱۹ جنوری (انڈین ڈیلی میل کا خاص تار) قاہرہ کا اخبار "السیاست" رقمطراز ہے کہ طلباء نے جامعۃ الازہر نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ تعلیم میں سہولتیں بہم پہونچائی جائیں۔ اور کامیاب طلباء کو سرکاری ملازمتیں دی جائیں۔ اس کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ جس نے بعد تحقیقات ان مطالبات کو اصولاً منظور کر لیا ہے۔

طنجہ ۲۰ جنوری۔ انڈین ڈیلی میل کا خاص تار) باغی قبائل نے مقام انجرو میں زبردست اجتماع کیا ہے۔ اور اس ہسپانوی لشکر پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ جو مقام القصر صغیر کی طرف جا رہا ہے۔ مجاہدین ریف نے منطقہ طیطوان میں خوب اجتماع کیا ہے۔ اور شہر مذکور کے آس پاس گولہ باری شروع کر دی ہے۔

اکسفورڈ ۲۰ جنوری (سرکاری لاسلکی) آرک اینجل نامی انگریزی جہاز جو مقام ہاروچ سے آ رہا تھا۔ آج بوجہ گہرے کہر کے غرق ہو گیا جہاز میں [illegible] کھینچنے والے [illegible] کے ذریعہ کوشش کی گئی۔ کہ غرق شدہ جہاز کو مسافر اتارے بغیر پھر تیرا لیا جائے۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ مجبور ہو کر ڈاک اور مسافر بخیر و عافیت کے ساتھ اتار لئے گئے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جہاز کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ اور امید ہے۔ کہ آج شب کو بوقت مد و جزر اس کو پھر تیرا لیا جاویگا۔ یہ حادثہ عین اسی مقام پر واقع ہوا ہے۔ جہاں فروری ۱۹۰۷ء میں برلن نامی جہاز غرق ہوا تھا۔ اور اس وقت منجملہ ۱۴۴ مسافروں کے صرف ۱۵ آدمی بچائے جا سکے تھے۔

دہلی ۲۲ جنوری۔ لیجسلیٹو اسمبلی کے نئے سیشن کا اجلاس سر فیڈرک وائٹ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اور سرکاری سود اناپش ہوئے۔ ممبران کافی تعداد میں حاضر تھے۔ سر محمد شفیع سابق رکن قانون بطور تماشائی شریک تھے۔ مسٹر جناح کی درخواست پر سر الگزینڈر موڈیمن نے بنگال آرڈیننس پر بحث کے لئے ایک دن دینے کا وعدہ کیا۔

دہلی ۲۳ جنوری۔ بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ ہز اکسیلنسی کمانڈر انچیف نے کسی دیسی ریاست میں پہونچکر اس کے حکمران سے قیمتی تحائف اور نذرانے قبول کئے۔ اس خبر کی تردید کی گئی ہے۔ اور اس کو بالکل بے بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

دہلی ۲۳ جنوری۔ رائٹ آنریبل سری نواس شاستری کے استعفے کی وجہ سے کونسل آف اسٹیٹ میں جو جگہ خالی ہوئی ہے۔ اس کے لئے مسٹر وی رام داس بھی امیدوار ہیں۔ پنڈت موتی لال نہرو نے سوراج پارٹی کی طرف سے مسٹر رام داس کی امیدواری کی تائید کی ہے۔

دہلی ۲۳ جنوری۔ بنگال آرڈیننس پر لیجسلیٹو اسمبلی میں ۲۸ جنوری کو بحث ہوگی۔ بحث کا آغاز مسٹر سی دورائیا سوامی آئینگر کرینگے۔ اور وہ یہ تحریک کرینگے۔ کہ یہ اسمبلی ہز اکسلنسی گورنر جنرل باجلاس کونسل سے سفارش کرتی ہے۔ کہ مجلس قانون ساز ہند سے ایک قانون کے ذریعہ سے بنگال آرڈیننس کو منسوخ کرنے کی بابت کارروائیاں کی جائیں۔

(باہتمام منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی۔ پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)